Feminist Consciousness in Urdu Playwriting

اُردو ڈراما نگاری میں نسائی شعور (منتخب ڈراما نگار)

Asma Faisal*[1]
PhD Scholar, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Sciences & Technology, Islamabad
Dr.Sadia Tahir *[2]
Assistant Professor, Department Of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Sciences & Technology, Islamabad.

[1]☆**عاصمہ فیصل**

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، وفاقی اردو یونیورسٹی آف آرٹس، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، اسلام آباد

[2]☆**ڈاکٹر سعدیہ طاہر**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، وفاقی اردو یونیورسٹی آف آرٹس، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، اسلام آباد

Correspondance: sadia.tahir@fuuast.edu.pk

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 15-07-2026
Accepted:23-09-2026
Online:20-09-2026

Copyright:© 2026 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: Women's consciousness is an important theme in drama writing, which highlights Women's rights and their social status. In dramas, women's consciousness is reflected in various ways, such as representing women through roles like mother, daughter, sister, wife and daughter-in-law etc to highlight their different aspects. A voice is raised for their rights, women are portrayed as independent characters who make their own decisions and struggle to achieve their goals. Countless dramas have also been written on this subject in Urdu drama writing. Along with male dramatists, female dramatists have also been numerous dramas especially the dramas of female dramatists like Dr. Rashid Jahan, Ismat Chughti, Saleha Abida Hussain and Amina Nazli mostly focused on women's issues. These dramatists broadened Urdu drama further by highlighting the condition of women in society, their psychological state, and issues like marriage.

KEYWORDS: Urdu, Drama writing , Women's

consciousness, Women'sissues, Female dramatists, Gender representation.

نسائی ادب:

نسائی ادب سے مراد وہ ادب ہے جو عورت کے زاویے، تجربے اور شعور سے لکھا گیا ہو یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ تحریریں جو خواتین کے ذاتی تجربات، جذبات، مسائل اور نقطہ نظر پر مشتمل ہوں۔ اس میں شاعری، ناول، افسانہ، ڈراما اور نان فکشن شامل ہیں۔ جس میں خواتین کے مساوی شہری، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حقوق کی تعریف، قیام اور نسائیت کے اہداف کی تائید اور دفاع کرتے ہیں۔ اس میں مردوں کے انفرادی کردار پر تنقید کی جاتی ہے۔ خصوصاً حیثیت، استحقاق اور طاقت کے متعلق دفاع اور صنفی مساوات کے موضوعات کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سبینہ اویس اعوان اپنے ایک مضمون "اکیسویں صدی کی پاکستانی خواتین شاعرات کی اُردو نظموں میں نسائی رجحان" میں لکھتی ہیں:

> "نسائی ادب سے مراد نسائی احساسات و شعور کا مطالعہ ہے۔ وہ احساسات و شعور جو ایک لکھاری خاتون کو ایک لکھاری مرد سے منفرد کرتے ہیں انسانی تہذیب و ثقافتی اقدار کی ترقی میں مرد وزن برابر کے شریک ہیں۔۔۔ انسان کی اس تہذیبی ترقی کا سہرا صرف اور صرف مرد ذات کے سر پر ہے۔ مرد کو اس شعور و جسمانی ترقی میں یکتائی حاصل ہے۔ مجموعی طور پر معاشرے میں رائج اس معاشرتی رویے، بنیادی انسانی حقوق کے حصول اور معاشرے میں اپنے کردار و شراکت کو نظر انداز کیے جانے کے خلاف خواتین نے جدوجہد کی ابتدا کی"۔(1)

نسائی ادب مردانہ معاشرتی اقدار کی بجائے عورت کی اپنی شناخت، اس کے احساسات اور گھریلو و سماجی زندگی میں اس کے کردار کی سچی تصویر کشی کرتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد خواتین کو درپیش مشکلات اور اُن پر ہونے والے جبر اور ان کی ذہنی و جذباتی کشمکش کو سامنے لاتا ہے۔ سماج میں ان کے حقوق کی وکالت کرنا ہے۔ موضوع عورت ہو یعنی عورت کی زندگی، مسائل، خواب اور جدوجہد وغیرہ کا بیان ہو۔ زاویہ عورت کا ہو، کہانی عورت خود سنائے نہ کر مرد اس کے متعلق بتائے۔ یوں کہہ لیں کی عورت کے جذبات، درد، احساسات اور خوشی کو اسی کے لفظوں میں بیان کیا جائے۔ عورت کا ذاتی تجربہ جیسے ماں بننا، شادی، طلاق، نوکری، گھر، جسم، خوف وغیرہ جو پہلے ممنوع تھا اس کو تحریر کرنا۔ میں کون ہوں؟ یہ روایت کیا ہے اور کیوں ہے؟ مجھے آزادی کیوں نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اُردو ڈرامے میں نسائی شعور :

اُردو ڈراما نگاری میں نسائی شعور ایک اہم موضوع ہے جو خواتین کے حقوق اور ان کی معاشرتی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اُردو ڈرامے میں نسائی شعور کی عکاسی مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے۔ جیسے خواتین کی نمائندگی مختلف کرداروں سے کی جاتی ہے مثلاً ماں، بیٹی، بیوی اور بہو وغیرہ۔ ان کرداروں کے ذریعے خواتین کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ ان ڈراموں کے سبب خواتین کے حقوق کی بھی آواز بلند کی جاتی ہے۔ جیسے تعلیم، روزگار اور معاشرتی مساوات کے حقوق، اس کے علاوہ خواتین کو خود مختار کردار کے طور پر دکھایا جاتا ہے جو اپنے فیصلے خود کرتی ہے اور مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد بھی کرتی ہے۔

اُردو ادب میں نسائی شعور ایک باقاعدہ تحریک کی صورت میں سامنے آئی۔ اس کے ابتدائی نقوش سر سید، ڈپٹی نذیر احمد، الطاف حسین حالی اور راشد الخیری جیسے اصلاح پسند مرد ادیبوں نے عورتوں کی تعلیم اور گھریلو مسائل پر قلم اُٹھایا ۔ اسی طرح اُردو ڈراموں میں نسائی شعور کا باقاعدہ آغاز بیسویں صدی کے وسط میں بالخصوص قیامِ پاکستان کے بعد کے زمانے میں ہوا۔ مرد وخواتین ڈراما نگاروں نے روایتی گھریلو کرداروں سے نکل کر سماجی، تعلیمی اور اقتصادی وخود مختاری جیسے موضوعات کو اجاگر کیا۔ نسائی ادب سے مراد صرف یہ نہیں کہ خواتین قلم کاروں کا تحریر کیا ہوا ادب، خواتین قلم کاروں میں سے عصمت چغتائی نے مردانہ وار لکھا اور ان کی تحریروں میں نسائیت سے زیادہ مردانیت نظر آتی ہے۔ اسی طرح پریم چند ایک مرد تخلیق کار تھے مگر ان کی تحریروں میں نسائیت کی جھلک زیادہ دکھائی دیتی ہے بلکہ پریم چند کے تو متعدد افسانے اور ناول نسائیت پر موجود ہیں۔ مرد مصنفین نے اپنی تحریروں میں خواتین کے مسائل، ان کے جذبات اور حقوق کو بڑی حساسیت کے ساتھ پیش کیا۔

اُردو ڈراموں میں مرد حضرات لکھاریوں کے قلم سے نسائی شعور کا باقاعدہ آغاز بیسویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ اگرچہ داستانوں میں بھی خواتین موجود تھیں لیکن ڈرامائی تشکیل میں ان کا نسائی شعور محدود تھا۔ امانت لکھنوی کے "اندر سبھا" (۱۸۵۳ء) جیسے ابتدائی ڈرامے میں خواتین کو داستانوی کردار کے طور پر پیش کیا گیا لیکن سید امتیاز علی تاج کا ڈراما "انار کلی" نے کلیدی کردار ادا کیا۔ سید امتیاز علی تاج کا ۱۹۳۲ء میں شائع ہونے والا ڈراما "انار کلی" نے اُردو ڈرامے میں ایک منفرد اور مضبوط نسائی کردار پیش کیا۔ جہاں عورت کو صرف آرائشی نہیں بلکہ جذبات واحساسات کی ملکہ دکھایا گیا۔ ترقی پسند تحریک کے دور میں جنسی اور سماجی مسائل کو اجاگر کیا۔ ان کے ڈراموں میں عورت ایک سماجی فرد کے طور پر سامنے آئی جو اپنے حقوق کے لیے شعور رکھتی ہے۔ مرد ڈراما نگاروں نے عورتوں کی دبی ہوئی خواہشات اور ان کی نفسیاتی کشمکش کو ڈراموں کے ذریعے نمایاں کیا۔

اُردو کے ابتدائی ڈراموں میں عورت کو قربانی کا پیکر، جذباتیت اور روایتی اقدار کے محافظ کے طور پر دکھایا گیا۔ مرد لکھاریوں کا مقصد عورت کی اصلاح اور سماجی برائیوں کی نشاندہی کرنا تھا، مگر یہ سب پدرشاہی نظام کے اندر رہ کر کیا گیا۔ خواتین کی نفسیاتی الجھنوں اور اندرونی کشمکش کو مہارت سے پیش کیا گیا۔ گھریلو زندگی میں مرد اور عورت کے تعلقات اور ساتھ ہی سماجی ناہمواریوں کے نتیجے میں عورت پر پڑنے والے ذہنی دباؤ کو بھی پیش کیا گیا۔ مختصر یہ کہ مرد ڈرامانویسوں نے نسائی شعور کو مختلف ادوار میں مختلف انداز میں پیش کیا۔ اگرچہ ماضی میں عورت کو روایتی، مظلوم یا مثالی کردار تک محدود دکھایا گیا لیکن جدید دور کے مرد ڈرامانویسوں نے نسائی شعور، ان کے حقوق اور خود مختاری کو زیادہ حقیقت پسندی اور گہرائی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

عالمی ادبیات کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ طبقۂ نسواں میں ایسی شخصیتیں بھی موجود رہی ہیں جنھوں نے اُردو ادب کی ترقی و ترویج میں گراں قدر اضافہ کیا اور مختلف اصنافِ ادب کو تابندگی اور توانائی عطا کی۔ ماضی قدیم میں بھی خواتین کی تحریریں قابلِ ذکر رہی ہیں یوں خواتین کی ادبی تخلیق کا سلسلہ ماضی سے جڑا ہوا ہے۔ ہر زمانے میں علوم و ادبیات کے میدان میں خواتین کی بھی قابلِ ذکر نمائندگی رہی ہے۔ اُردو ادب کی روایت میں بھی عہدِ قدیم سے شاعرات اور نثر نگار خواتین کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ مثلاً زیب النساء، ماہ لقا چندا بائی، لطف النساء وغیرہ۔ یہ ایسی شخصیات ہیں جنھیں ادبی تاریخ کبھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔ جن خواتین نے شعر و شاعری کے میدان میں اپنے فنی کمالات کا مظاہرہ کیا ان میں "نُنھی"، "حجاب بیگم"، "حور"، "حشمت" اور "زہرا" وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

اردو میں خواتین ڈرامانگاروں میں سب سے پہلا نام ڈاکٹر رشید جہاں کا ہے۔ ان کے بعد کئی خواتین ڈرامانگار منظر عام پر آئیں جن میں حجاب امتیاز علی، عصمت چغتائی، آمنہ نازی، ساجدہ زیدی، زاہدہ زیدی، صدیقہ بیگم، صالحہ عابدہ حسین اور بلقیس ظفیر الحسن وغیرہ جیسی نامور ڈرامانگار کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ نسائی شعور پر مبنی متعدد ڈرامے تحریر کیے ان ڈرامانگار خواتین کے ڈراموں کا مقصد خواتین کے مسائل کو پیش کرنا تھا۔ نزہت عباسی کے مطابق :

> "اُردو ادب میں جس طرح خواتین افسانہ نگاروں ، ناول نگاروں اور شاعرات نے اپنی مخصوص فکر، جذبات اور احساسات کا اظہار منفرد زبان اور اسلوب میں کیا۔ اسی طرح ڈرامانگاری کے ضمن میں بھی ان کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ اُردو میں خواتین ڈرامانگاروں کی ڈرامانگاری کا آغاز ڈاکٹر رشید جہاں سے ہوتا ہے۔ وہ دور اُردو ادب میں ترقی پسند تحریک کے عروج کا دور تھا۔ زندگی کے ان موضوعات پر کھل کر گفتگو کی گئی جو اس سے پہلے ناگفتہ

یہ تھے۔ خاص طور پر خواتین کے مسائل کو صحیح معنوں میں سمجھا اور پیش کیا گیا۔"[۲۲]

ڈاکٹر رشید جہاں ایک ممتاز افسانہ نگار اور ڈراما نگار تھیں، جنھوں نے اپنے کام میں نسائی شعور کو اجاگر کیا۔ ان کے ڈرامے اور افسانے معاشرتی مسائل، خواتین کے حقوق اور ان کی معاشرتی حیثیت کو موضوع بناتے ہیں۔۔ انھوں نے اپنے افسانوں اور ڈراموں میں خواتین کے معاشرتی مسائل، ان کے حقوق اور ان کی معاشرتی حیثیت کو موضوع بنایا۔ ڈاکٹر رشید جہاں ترقی پسند تحریک سے بہت متاثر تھیں اس لیے ان کے ڈراموں کا مقصد سماجی تبدیلی اور خواتین کی بیداری تھا۔ اس لیے ان کے بیشتر افسانوں اور ڈراموں میں خواتین کے مسائل، تعلیم نسواں اور تہذیب نسواں جیسے موضوعات کو بڑی عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔

رشید جہاں کے جن ڈراموں میں نسائیت موجود ہے ان میں "پردے کے پیچھے"، "گوشۂ عافیت"، "پڑوسی" جیسے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔ ان کے ان ڈراموں میں شامل نسوانی کرداروں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی اور قدیم وفرسودہ رسموں سے کافی بیزار تھیں۔ انھوں نے یہ سب کردار اپنے اسی کھوکھلے معاشرے سے مستعار لیے ہیں۔ انھوں نے نسوائی کردار جیسے بھارتی، صدیقہ بیگم، چنیا، محمدی بیگم کی زبان سے وہ سب کہلوایا ہے جو اس دور میں نہ کوئی سننا چاہتا تھا اور نہ ہی کہنا چاہتا تھا۔ ان کے ڈراموں کی سبھی عورتیں مضبوط، بلند حوصلہ اور بے باک تھیں۔ ان کا مقبول ڈراما "عورت" کا موضوع متوسط طبقے کے مسلم گھرانوں کی ایک عام عورت ہے جو زندگی کی محرومی اور کربناکی کا شکار ہے۔ اس ڈرامے میں شوہر "عتیق اللہ" جو اپنی حیوانیت اور ہوس پرستی پر مذہب کا پردہ ڈالتا ہے اور اپنے جرائم اپنی معصوم بیوی پر تھوپ دیتا ہے۔ عتیق اللہ بچے نہ ہونے کا ذمہ دار اپنی بیوی کو ٹھہراتا ہے۔ اس کی بیوی قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی گناہ گار ٹھہرتی ہے۔ عتیق دوسری شادی کرنا چاہتا ہے اور بیوی پر تشدد کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ جب وہ دوسری بار اپنی بیوی کو مارنے کے لیے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اس کی نسائی غیرت جاگ اُٹھتی ہے۔ وہ اپنا غصہ اپنے لہجے میں سموتے ہوئے کہتی ہے:

"ذرا سنبھل کے میں کہتی ہوں بیٹھ جایئے۔ اگر اپنی عزت کی خیر چاہتے ہو۔ اگر اس بات تم نے ہاتھ اُٹھایا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں اور پہلی بار اس پیکرِ جمال کا جلال دیکھ کر مولوی صاحب کا اُٹھایا ہوا ہاتھ ہوا میں گر جاتا ہے"[۲۳]

نسائیت پر مبنی ان کا ڈراما "عورت" اور دیگر ڈرامے خواتین کے مسائل کو بے باکی سے پیش کرتی ہے۔ رشید جہاں نے اپنے کام میں طبقاتی نظام، فرقہ پرستی اور خواتین کے حقوق جیسے موضوعات کو چھیڑا ہے۔ ان کے ڈرامے آج بھی معاشرتی تبدیلی کے لیے ایک روشن مثال ہیں۔ عصمت چغتائی ایک عظیم افسانہ نگار اور ناول نگار ہونے کے ساتھ

ساتھ بہترین ڈراما نگار بھی تھیں۔ جن کے ڈراموں میں معاشرتی مسائل، خاندانی جھگڑے، خواتین کے حقوق اور سماجی بندھنوں کو حقیقت پسندی سے پیش کیا گیا۔ عصمت چغتائی کے ڈراموں میں نسائیت ایک مضبوط آواز تھیں اور انھوں نے معاشرتی تبدیلی کی جانب ایک اہم قدم اُٹھایا۔ انھوں نے اپنے سفر کا آغاز ایک ڈراما "فسادی" سے کیا جو ۱۹۳۹ء میں رسالہ "ساقی" میں شائع ہوا۔ اس ڈرامے میں نسائی شعور کی جھلک موجود ہے۔ ان کے ناول اور افسانوں کی طرح ان کے ڈراموں میں بھی ان کا مخصوص لہجہ اور رویہ کار فرما ہے۔ جن میں خواتین سر گرمِ عمل نظر آتی ہیں۔ ان کے جذبات، احساسات اور خیالات سب فعال ہیں۔ ان کے قلم کی کاٹ ایک خاص نسائی اسلوب کی حامل ہے۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ عصمت چغتائی کے ڈراموں کے متعلق لکھتی ہیں:

> "عصمت چغتائی یوں تو کامیاب افسانہ نویس ہیں لیکن ان کے ڈرامے ان کے افسانوں سے زیادہ کامیاب ہیں۔ وہ ڈرامائی پیش کش پر زیادہ قادر ہیں۔ ان کے افسانوں کے کردار بھی ڈراموں کے ایکٹروں کی طرح متحرک ہیں"[۱۴]

ان کے ڈراموں کے موضوعات عام گھریلو زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں انسانی خطرات کے مختلف پہلوؤں، نمونوں اور نفسیاتی مرقعوں کو پیش کرتی ہیں۔ عصمت چغتائی کے ڈرامے "انتخاب"، "فسادی"، "سانپ"، "پردے کے پیچھے"، "دھانی بانکپن"، "شیطان" وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ انھوں نے اپنے ڈراموں کے ذریعے روایتی بے باک طرزِ اسلوب کی بنیاد رکھی۔ ان کے ڈراموں کا ایک مجموعہ "خواہ مخواہ"، "تصویریں"، "دلہن کیسی ہے"، "شامتِ اعمال" اور "دھانی بانکپن" شامل ہیں۔ ڈراما "مرد اور عورت" ان کے افسانوی مجموعے "چوٹیں" میں شامل ہے۔ "کلیاں" بھی ان کے ڈراموں کا مجموعہ ہے۔ جس میں "سانپ"، "فسادی"، "انتخاب"، "بنے" اور "ڈھیٹ" شامل ہیں۔ یہ ڈرامے بعد میں ان کے مجموعے "افسانے اور ڈرامے" میں بھی شائع ہوئے۔

عصمت چغتائی نے اپنے ڈرامے "تصویریں" میں شامل سعیدہ کے کردار کی ذہنی و نفسیاتی سطح کو بڑی عمدگی سے پیش کیا۔ اس کے علاوہ ان کے مشہور ڈرامے جیسے "انتخاب"، "سانپ"، "بنے" اور "دھیٹ" میں شامل نسوانی کرداروں کی نفسیات کو عیاں کیا۔ وہ ان کرداروں کے ذریعے فطرت کے ان گوشوں سے پردہ اٹھاتی ہیں جو نظروں سے اوجھل ہیں۔ عصمت چغتائی نے اپنی ہی صنف کی اچھائیوں اور برائیوں کو حقیقت پسندی سے پیش کیا۔ انھوں نے حالات اور واقعات کے مطابق تجزیہ کیا۔ اس میں سارا ہنر ان کے قوتِ مشاہدہ اور طرزِ بیان کیا ہے۔ ان کے فن و ہنر کی سب سے بڑی خوبی جراتِ اظہار ہے چوں کہ عصمت چغتائی نے اپنے ڈراموں کا موضوع خواتین اور ان کے مسائل کو منتخب کیا تو اس لیے

انھوں نے خواتین کو درپیش مسائل کو جس جرات اور خوبی کے ساتھ کرداروں کے ذریعے پیش کیا ہے وہ آج تک کسی دوسرے ڈرامانگار کے بس کی بات نہیں۔بقول حامد رضا صدیقی :

"عصمت چغتائی نے بطورِ خاص مسائل نسواں ، آزادی نسواں ، حقوق نسواں اور ان کے مختلف مسائل اور خواہشات کا بیان کثرت سے کیا ہے۔ عورت ان کے موضوعات کا مرکز و محور ہے۔خود عصمت ننے اس کا اظہار بارہا کیا ہے۔ایک انٹرویو میں کہتی ہیں: میں نے زیادہ تر عورتوں کے مسائل پر لکھا ہے۔عورتیں جو جھاڑو لگاتی ہیں، پیشہ کرتی ہیں، فلم ایکٹریس،جب ہم فلم بناتے تھے تو ان میں کام کرنے کے لیے فلم ایکٹرس آتی تھیں۔مجھے ان سے ان گنت کہانیاں ملیں"۔[۵]

ان کا ڈراما "انتخاب" میں ایک بہو کی نفسیات کو پیش کیا گیا ہے۔اس میں بہو کی لاشعور گتھی کو واضح کیا گیا۔اُن کے ڈراما "سانپ" میں نئی سوچ رکھنے والی ایک نڈر لڑکی رفیعہ کا کردار ہے۔ جو تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود معاشرتی پابندیوں اور خاندانی بندشوں کا شکار ہے۔اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شوہر ذہنی اعتبار سے اس کے برابر ہو۔عصمت نے اپنی اس آزاد خیال اور نئے دور کی لڑکی رفیعہ میں بے باکی بھر دی ہے۔ان کا ایک اور ڈراما "پردے کے پیچھے سے" میں لڑکیوں کی بے تکلفانہ گفتگو کو دلچسپ مکالموں کی صورت میں پیش کیا۔اس ڈرامے میں ایک لیکچر روم کی زنانہ گیلری ہے ۔جس کے سامنے پردہ لٹک رہا ہے۔پروفیسر صاحب کا لیکچر طلباء و طالبات دونوں سنتے ہیں۔لڑکیاں پردے کے پیچھے سے لڑکوں کو دیکھتی ہیں اور تبصرہ کرتی رہتی ہیں۔اس ڈرامے میں عصمت لڑکیوں کے تحت الشعور میں دبی ہوئی خواہشوں کو پیش کرتی ہیں۔وہ پر تکلف اور جھوٹی وضعداری کو بالائے طاق رکھ کر سب کچھ کہہ دینے کی قائل ہیں۔اسی طرح ایک اور ڈراما "بنے" میں بھی نسائی اسلوب کے تیکھے پن کے سبب مکالموں میں تیزی اور روانی موجود ہے۔اس ڈرامے میں سادگی پسند، سلیقہ مند زہرہ کے کردار کو فن کارانہ مہارت سے پیش کیا گیا ہے۔

صالحہ عابدہ حسین کے ڈراموں میں نسائی شعور ہندوستانی تہذیب کے تناظر میں عورتوں کی نفسیات ، سماجی مشکلات اور گھریلو مسائل کی حقیقت پسندانہ عکاسی کرتا ہے۔ان کے ڈرامے بیٹیوں کے رشتے، سماجی بندشوں اور عورت کی ازدواجی زندگی کی الجھنوں کو نمایاں کرتے ہیں۔جس میں ان کے مسائل کا نفسیاتی حل بھی پیش کیا گیا۔صالحہ عابدہ حسین کے ڈراموں کا مجموعہ "نقشِ اول" ہے۔اس مجموعے کی تقریظ مولوی عبدالحق نے لکھی تھی جو اس وقت انجمن ترقی اُردو ہند سے وابستہ تھے :

"بیگم عابدہ حسین کے قصے میں نے بڑے شوق سے پڑھے اور انھیں پڑھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ ان قصوں کا تعلق زیادہ تر ہماری تہذیب، معاشرت اور گھریلو زندگی ہے۔ ان قصوں کی زبان اور بیان سادہ اور دلکش ہے۔ کہیں کہیں ظرافت کی چاشنی بھی ہے۔۔۔۔ لائق مصنفہ نے ہماری معاشرت کو خاص طور پر عورتوں کی زندگی کو بڑے غور سے دیکھا اور اس سے خوب کام لیا ہے"۔[14]

صالحہ عابدہ حسین کا ڈراما آنکھ کا ڈاکٹر ایک معاشرتی ڈراما ہے۔ جس میں ایک اہم اور عام مسئلے کے ذریعے ناظرین کو فکر کی دعوت دیتا ہے۔ ڈراما "پکنک" کا موضوع شہری اور دیہاتی زندگی کا موازنہ ہے۔ اس ڈرامے کے نسوانی کرداروں میں نوجوان تعلیم یافتہ لڑکیوں کی آپس میں گفتگو کو بڑے منفرد اور مضبوط انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کا ڈراما "عفت" خواتین کی پاکیزگی، قربانی اور نفسیاتی کشمکش کا اجاگر کرتا ہے۔ ڈراما "زندگی کے کھیل" اس مجموعے میں سماجی مسائل کو پیش کیا گیا۔ ان کے تقریباً سارے ڈراموں میں خواتین کے مسائل، ان کے حقوق کو اجاگر کیا گیا۔ ان کے ڈرامے "عذرا" اور "آتش خاموش" میں خواتین کی آزادی اور ان کے حقوق کے موضوعات کو بڑی حساسیت کے ساتھ پیش کیا گیا۔ ان کے ڈراموں میں خواتین کے کرداروں کو مضبوط اور خود مختار دکھایا گیا ہے جو اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرتی ہیں۔

صالحہ عابدہ حسین نے اپنے ڈراموں میں شامل خواتین کو بلند ہمتی، عالیٰ ظرف، ایثار، مادرِ وطن، علم دوستی کا درس دیتی ہوئی پیش کیا۔ ان کے ڈراما اش لیبے دش" میں عورتوں کے بنیادی حقوق کا مطالبہ کیا گیا۔ امتحان میں معلمین کی غربت آلود زندگی، ان کی مشکلات اور مسائل کا ذکر کیا۔ ڈراما "الٹا منتر" ایک مزاحیہ ڈراما ہے۔ ڈرامے "ساس بہو" اور "رشتہ" گھریلو معاشرتی زندگی کا نمونہ ہیں۔ صالحہ عابدہ حسین نے "اش لیبے دش" کی اماں "ساس بہو" کی چچی جان اور کبریٰ جیسے نسوانی کرداروں کو بڑی فنی مہارت اور عمدگی سے پیش کیا ہے۔ بعض نسوانی کرداروں میں خود صالحہ عابدہ حسین کی پر چھائی نظر آتی ہے۔

اردو ادب کی ایک اور نامور ڈراما نگار خاتون آمنہ نازلی ہیں۔ انہیں زندگی بھر ادبی ماحول میسر آیا۔ اُن کی ادبی خدمات میں افسانے، ڈرامے (دوشالہ)، تاریخی لطیفے، خواتین کی دستکاریاں، عقل کی باتیں اور دیگر تحریریں شامل ہیں۔ آمنہ نازلی کے ڈراموں میں نسائی شعور ایک اہم موضوع ہے۔ انھوں نے اپنے ڈراموں میں خواتین کے مسائل، ان کے حقوق اور ان کی آزادی کے موضوعات کو بڑی حساسیت کے ساتھ پیش کیا۔

ان کے ڈراموں کے مجموعے ''دوشالہ ''میں خواتین کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دکھایا گیا ہے جو ان کے نسائی شعور کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے ڈراموں میں خواتین کے کرداروں کو مضبوط اور خود مختار دکھایا گیا ہے جو اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرتی ہیں۔

> " آمنہ نازلی کا ''دوشالہ '' ان کے تیرہ بہترین ڈراموں اور خاکوں کا مجموعہ ۱۹۴۴ء کے درمیان شائع ہوا۔ ان کے یہ ڈرامے رسالہ عصمت میں پہلے شائع ہوئے تھے ۔ آمنہ نازلی بیگماتی زبان بلا تکلف استعمال کرتی ہیں ۔ ''دوشالہ '' اور ''انا'' اس مجموعے کے بہترین ڈرامے ہیں۔ یہ دونوں ڈرامے معاشرے کے المیہ واقعات کے پسِ منظر میں لکھے گئے ہیں۔ آمنہ نازلی کی نکتہ چیں اور ظریفانہ نگاہیں بڑے مختلف انداز میں دینا پڑتی ہیں۔ ان کے کردار ''کوچہ چیلاں'' کی گلیوں سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ ہندوستان کے غریب اور امیر طبقے دونوں کے تضادات کو پیش کرتی ہیں۔ ایک ہی واقعہ امیر کے نقطہ نظر میں کیا اہمیت رکھتا ہے اور غریب کی نظر اسے کس زاویے سے دیکھتی ہے"۔[۷]

ان کا ڈراما ''دوشالہ ''ایک غریب گھرانے کی کہانی ہے۔ جن کی آمدنی کا ذریعہ مردے نہلانا ہے۔ اس میں مرکزی کردار کلو کی ماں ہے جسے مردے نہلانے کے عوض کھانے پینے کی چیزیں اور ایک دوشالہ ملتا ہے جسے وہ اپنی بہو کو اوڑھا دیتی ہے۔ ایک مرتبہ وہ سیٹھ کی لڑکی کے متعلق سنتی ہے کہ مرنے والی ہے۔ کلو کی ماں سمجھتی ہے کہ اسے نہلانے پر اُسے زیادہ اچھا دوشالہ ملے گا مگر بوڑھے کو امید نہیں ہوتی۔ لڑکی مرنے سے بچ جاتی ہے اور کلو کی ماں کی آس دم توڑ دیتی ہے۔ یہ اُن کی خود غرضی ہوتی ہے مگر بعض اوقات غربت انسان کو بے بس بنا دیتی ہے۔ آمنہ نازلی اپنے ڈراموں میں مقصدیت کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتیں بلکہ حقیقت کی عکاسی کرتے ہوئے جذبات کو بلا تکلف پیش کرتی ہیں۔

آمنہ نازلی کا ایک اور مشہور ڈراما ''انا'' میں اختری اور مقصود امیر طبقے کے نمائندے ہیں جن کا بچہ اپنی ماں کے دودھ سے محروم ہے جب کہ دھنو اور چرنجی غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بچے کو دودھ کی نعمت تو میسر ہے لیکن پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں۔ دھنو اپنے بچے کے کپڑوں کے لیے اپنا دودھ بیچتی ہے لیکن ان کا بچہ بھوک کے مارے مر جاتا ہے اور خریدے گئے کپڑے بے کار جاتے ہیں۔ ماتا کی تڑپ اور غربت کی بے بسی اس چھوٹے سے ڈرامے میں اچھی طرح دکھائی گئی ہے۔ اختری کے مکالمے پڑھی لکھی تہذیب یافتہ عورت کے ہیں اور دھنو ایک دیہاتی عورت کی زبان بولتی ہے۔ سادہ مگر موثر مکالموں سے پورے ڈرامے کا تاثر گہرا ہے۔

انھوں نے اپنے ڈراموں میں خواتین کی آزادی کے موضوع کو بڑے حساسیت کے ساتھ پیش کیا۔ ساتھ ہی انھوں نے خواتین کے کرداروں کو مضبوط اور خود مختار دکھایا۔ اس کے علاوہ انھوں نے معاشرتی مسائل کو بھی اجاگر کیا جو خواتین کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ آمنہ نازلی کی تحریریں خاص طور پر ان کے ڈرامے خواتین کی آزادی اور ان کے حقوق کے موضوعات پر مرکوز ہیں۔ ان کی تحریروں میں خواتین کے مسائل کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا جو ان کے نسائی شعور کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

المختصر اُردو ڈراما نگاری میں نسائی شعور ایک اہم موضوع ہے جن کے ذریعے عورتوں کے سماجی و نفسیاتی مسائل اور گھریلو مشکلات کو ڈراما کا موضوع بنایا گیا ہے۔ اُردو ادب کی خواتین ڈراما نگاروں نے فسادات، سماجی ناانصافی اور عورتوں کی زندگی کی عکاسی کر کے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان ڈراما نگار خواتین نے سماج میں عورتوں کی صورت حال، ان کی نفسیاتی کیفیت اور شادی بیاہ جیسے مسائل کو نمایاں کیا۔ ان ڈراموں کے ذریعے پاکستانی تہذیب کی گہری عکاسی ملتی ہے۔ خواتین ڈراما نگاروں نے معاشرے کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کر کے اُردو ڈرامے کو مزید وسعت دی۔

حوالہ جات

۱۔ سبینہ اویس اعوان، ڈاکٹر، اکیسویں صدی کی پاکستانی خواتین شاعرات کی اُردو نظموں میں نسائی رجحان، مشمولہ: اکیسویں صدی کا نسائی ادب (ترتیب و تدوین) پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین، ورلڈ اُردو پبلی کیشن اینڈ ریسرچ سنٹر، نئی دہلی، ۲۰۲۲ء، ص ۹۲

۲۔ نزہت عباسی، ڈاکٹر، اردو ادب کی ڈراما نگار خواتین، مشمولہ: امتزاج ۵، ص ۱۲۰

۳۔ قمر رئیس (مقدمہ) مشمولہ: وہ اور دوسرے افسانے، ڈرامے، رشید جہاں، رشید جہاں یادگار کمیٹی، دہلی، ۱۹۷۹ء، ص ۲۷۷

۴۔ رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر، اُردو ادب کی ترقی میں خواتین کا حصہ، مجلس تحقیقاتِ اُردو حمایت نگر، دہلی، ص ۱۹۹، ۲۰۰

۵۔ حامد رضا صدیقی، عصمت کی تحریروں میں مسائلِ نسواں، مشمولہ اُردو دنیا شمارہ ۸، ۲۰۱۵ء، ص ۳۳

۶۔ عبدالحق، مولوی، تقریظ، نقشِ اول، صالحہ عابدہ حسین، حالی پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۴۱ء، ص ۳، ۴

۷۔ نزہت عباسی، ڈاکٹر، اُردو ادب کی ڈراما نگار خواتین، مشمولہ: امتزاج، ۵، ص ۱۲۸

References:

1. Awan, Sabina Owais, Dr., *Ikkiswin Sadi ki Pakistani Khawateen Sha'irat ki Urdu Nazmon mein Nisai Rujhan*, Mashmoolah: *Ikkiswin Sadi ka Nisai Adab*, Tartib-o-Tadwin: Prof. Khwaja Muhammad Ikramuddin, New Delhi: World Urdu Publication and Research Center, 2022, p. 92.
2. Abbasi, Nazhat, Dr., *Urdu Adab ki Drama-Nigar Khawateen*, Mashmoolah: *Imtizaj*, No. 5, p. 120.
3. Rais, Qamar, *Muqaddimah*, Mashmoolah: *Woh aur Doosre Afsane, Drame*, Rashid Jahan, Delhi: Rashid Jahan Yadgar Committee, 1979, p. 277.
4. Sultana, Rafia, Dr., *Urdu Adab ki Taraqqi mein Khawateen ka Hissah*, Delhi: Majlis-e-Tahqiqaat-e-Urdu, Himayat Nagar, pp. 199–200.
5. Siddiqui, Hamid Raza, *Ismat ki Tehriron mein Masa'il-e-Niswan*, Mashmoolah: *Urdu Duniya*, No. 8, 2015, p. 33.
6. Abdul Haq, Maulvi, *Taqriz*, *Naqsh-e-Awwal*, Saleha Abida Husain, Delhi: Hali Publishing House, 1941, pp. 3–4.
7. Abbasi, Nazhat, Dr., *Urdu Adab ki Drama-Nigar Khawateen*, Mashmoolah: *Imtizaj*, No. 5, p. 128.